پاکستانی تہذیب کے مباحث

ڈاکٹر صفدر نعیم،ایسوی ایٹ پروفیسر،شعبۂ اُردو، گورنمنٹ شالیمار کالج، لاہور

Abstract

There are many disscussions of Pakistani culture among Urdu writers and Intellectuals after the partition of sub-continent. Some of them linked the pakistani culture to Indian history and some of them conected with history of Indus valley. A series of writers said that Pakistani culture is not a pure Islamic culture because it is a mixture of different cultures such as Dravidian, Arian, Christian, Hindu and Islamic. This article discusses the different point of views about Pakistani culture.

تہذیب وثقافت ایک منظم اور مرئی عمل کا نام ہے جس کی جڑیں معاشرے میں ہوتی ہیں اور ان کا اظہار معاشرتی اقدار، زبان، طرز تعمیر اور رسم و رواج کے ذریعے ہوتا ہے۔ اس کے بعد تہذیبی و ثقافتی رجحانات اور نظریات علم و ادب میں بھی نمودار ہونے لگتے ہیں اور کسی قوم کی شناخت اور پہچان بن جاتے ہیں اور اس قوم کی نمائندگی کرتے ہیں۔ انیسویں صدی کے ربع آخر اور بیسویں صدی میں تہذیب و ثقافت کا مسئلہ ادیبوں اور دانشوروں کی توجہ کا مرکز بنا رہا۔ ہند اسلامی ثقافت کی ایک ہزار سالہ روایت، ثقافت کا تاریخی شعور، ثقافت کے سر چشمے، اسلامی تہذیب وثقافت کا طرز احساس جیسے مباحث نے تہذیب کی بنیاد تلاش کرنے میں فیصلہ کن مدد تو نہ کی البتہ اردو علم وادب میں تہذیب وثقافت کے موضوع پر مضامین کا ایک گراں مایہ انبار لگ گیا۔ اس انبوہ میں تہذیبی و ثقافتی بنیادوں کو دریافت کرنے کی طرح ڈالی گئی اور یوں تہذیبی وثقافتی پس منظر کو بھی زیر بحث لایا گیا۔ قیام پاکستان کے بعد پاکستانی تہذیب وثقافت کے پس منظر کو بھی اجاگر کیا گیا اور پاکستانی تہذیب کے آگے بھی سوالیہ نشان لگ گیا۔ کیا پاکستان کی کوئی تہذیب ہے؟ اگر ہے تو اس کو اسلامی تہذیب کہہ سکتے ہیں یا نہیں، اگر نہیں کہہ سکتے تو کیوں؟ اس الجھے ہوئے مسئلے کے بارے میں مختلف ناقدین علم وادب نے جو نظریات اور دلائل پیش کیے، ان پر ایک نظر ڈالتے ہیں تا کہ پاکستانی تہذیب وثقافت کے خدوخال کچھ واضح ہو سکیں ہیں۔

ترقی پسند مصنفین کا خیال ہے کہ پاکستانی تہذیب کا وجود نہیں ہے۔ ان کے نزدیک پنجابی، بنگالی، سندھی، پشتو اور بلوچی تہذیبیں تو ہو سکتی ہیں مگر پاکستانی تہذیب نہیں ہو سکتی۔ (۱)۔ وہ ایک اور جگہ پاکستان کی تہذیب کو تسلیم تو کر لیتے ہیں مگر اس کو اسلامی تہذیب ماننے سے انکار کر دیتے ہیں اور اس کے ڈانڈے موئن جو داڑو اور ہڑپہ سے جا ملاتے ہیں۔ ذیلی سطور سے واضح ہے۔

''ہم پاکستان کی تہذیب کو اسلامی تہذیب اس لیے نہیں کہہ سکتے، کہ برصغیر میں عرب بھی آئے مغول ،ترکستانی اور ایرانی بھی اور سب اپنی اپنی تہذیب اپنے ساتھ لائے لہٰذا نہ ہم اپنی تہذیب کو کسی ایک عنصر کے ساتھ وابستہ کر سکتے ہیں۔اور نہ اسے اسلامی تہذیب کہہ سکتے ہیں۔۔۔اگر ہم تہذیب کو اپنی زمین کی تخلیق کہیں تو ہم ویدک دور سے ہوتے ہوئے موئن جوڈورو اور ہڑپہ تک پہنچے ہیں اور ان میں سے کسی دور کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتے۔لہٰذا پاکستانی تہذیب کو برصغیر کی تہذیب سے الگ نہیں کیا جا سکتا، جس کا لازمی نتیجہ اس مفروضے تک پہنچتا ہے کہ جسمانی طور پر ہم ایک سیاسی سالمیت اختیار کر چکے ہیں، مگر روحانی و تہذیبی اعتبار سے ہم برصغیر سے الگ نہیں ہیں''۔(۲)۔

اقتباس سے ترقی پسند مصنفین کا موقف واضح ہے کہ دوسرے ممالک اور خطوں سے اس علاقے میں داخل ہونے والے لوگوں کی وجہ سے برصغیر کی تہذیب مختلف تہذیبوں کا ایک آمیزہ بن جاتی ہے۔یوں پاکستانی تہذیب کو اسلامی تہذیب نہیں کہا جا سکتا کیوں کہ اس تہذیب کی جڑیں موئن جوداڑو اور ہڑپہ میں اتری ہوئی ہیں۔سبط حسن پاکستانی تہذیب کے حوالے سے ناقدین کے ہاں پائے جانے والے اختلافات پر بات کرتے ہوئے کہتے ہیں:''پاکستان کے تہذیبی مسائل اور ان کے حل کے بارے میں پڑھے لکھے طبقوں میں بڑا اختلاف پایا جاتا ہے۔بعض حلقے تہذیب کے تمام مسائل کو مذہب کی روشنی میں دیکھتے ہیں بلکہ ان کے نزدیک پاکستانی تہذہب کی اساس ہی مذہب ہے یا ہونی چاہیے۔۔۔''۔(۳) ڈاکٹر وزیر آغا نے پاکستان کی تشکیل میں مذہب کے گہرے اثرات کے علاوہ پاکستان کی مٹی، فضا، موسم اور اس کی تاریخ کے کردار کا بھی سراغ لگایا ہے۔ان کا کہنا ہے کہ ہمارے ہاں جب کوئی محقق کلچر کے نقوش اجاگر کرنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ یہ دیکھنے کے بجائے کہ پاکستانی کلچر کے اجزائے ترکیبی کیا ہیں؟ وہ یہ دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ پاکستانی کلچر کے اجزائے ترکیبی کیا ہونے چاہئیں۔یہیں سے ساری الجھنیں جنم لیتی ہیں۔ڈاکٹر موصوف پاکستانی تہذیب کا رشتہ وادی سندھ کی تہذیب سے جوڑتے ہیں اور موئن جوداڑو اور ہڑپہ کی تہذیبوں کو اس کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔

''پاکستانی کلچر کا کچا مواد وہی ہے جو آج سے تقریباً پانچ چھ ہزار برس قبل وادی سندھ کی تہذیب میں موجود تھا۔وہ لوگ جن کا مؤقف یہ ہے کہ آج کی پاکستانی تہذیب کا وادی سندھ یعنی موئن جو داڑو اور ہڑپہ کی تہذیب سے کوئی علاقہ نہیں، دراصل تاریخ اور تہذیب کے اچھے طالب علم نہیں ہیں۔ان لوگوں کے اذہان میں یہ غلط خیال جڑیں پکڑ چکا ہے کہ وادی سندھ کی تہذیب، ہندو تہذیب تھی۔یہ خیال تاریخ اور علم آثار وصنادید کا مطالعہ نہ کرنے کے باعث ہے۔ورنہ حقیقت یہ ہے کہ وادی سندھ کی تہذیب آریاؤں کی تہذیب سے قطعاً مختلف تھی اور بقول سر مارٹیمر ویلر اس وادی میں تہذیب کا بیج سمیریا (موجودہ عراق) سے آیا تھا۔۔۔''۔(۴)۔

اقتباس سے واضح ہے کہ ڈاکٹر وزیر آغا کے خیال میں پاکستانی تہذیب کی جڑیں وادی سندھ کی تہذیب میں ہیں کیونکہ اس تہذیب کے شہروں میں گلیوں کا نظام بھی آج بیشتر پرانی وضع کے دیہات اور شہروں میں رائج

ہیں۔ گندم، جو وغیرہ اگانے اور انہیں محفوظ کرنے کے طریقے بھی وہی ہیں۔ یہ لوگ کھیتی باڑی کرتے تھے اور ہل میں دو بیل استعمال کرتے تھے، اس میں بھی کوئی تبدیلی نہیں آئی اور نہ بیلوں کی تعداد میں کوئی کمی بیشی ہوئی۔

ڈاکٹر سجاد باقر رضوی آسمانی اور زمینی رشتوں کے اختلاط کو تہذیب کی تخلیق قرار دیتے ہیں۔ وہ آسمان کو پدری تخلیق اور زمین کو مادری اصول تخلیق سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان کی نظر میں مادری اصول یعنی زمین تخلیق کا مقصد اور پدری اصول یعنی آسمان اس کا ذریعہ ہے اور پدری و مادری اصول کے اختلاط سے تہذیب کی مختلف صورتیں زبان، ادب، طرز تعمیر، رسم ورواج وغیرہ تشکیل پاتے ہیں۔ ڈاکٹر موصوف ایک ایسے مکتبہ فکر کی نمائندگی کرتے ہیں جو تخلیقی عمل میں تہذیب کو مادی یا زمینی بنیادوں کی پیداوار نہیں سمجھتے۔

> ''۔۔۔مسلمانوں کی تہذیب میں بنیادی اہمیت آسمان کو یا پدری اصول تخلیق کو حاصل ہے۔ اسلام میں آسمان کی اہمیت اس طرح ہے کہ آسمان سے ہی نزول وحی و کتاب و رحمت کے تصورات وابستہ ہیں، اس طرح یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ مسلمانوں کی تہذیب آسمان سے زمین کی طرف آتی ہے اس کے برخلاف ہندوؤں کے یہاں زمینی رشتوں کی زیادہ اہمیت ہے۔ ان کی تہذیب زمین سے آسمان کی طرف جاتی ہے اور اب یہ بات یوں ہوئی کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی تہذیب میں فرق زمین آسمان کا فرق ہے''۔(۵)۔

ڈاکٹر موصوف کے خیال میں زمین کی کاشت ہو یا عمل تخلیق کی کوئی اور صورت، تخلیق اپنے صحیح اظہار کے لیے خارجی عناصر اور شعوری کاوشوں کی محتاج ہوتی ہے۔ زمین اپنی پیداوار کے لئے آسمانی قوتوں کی محتاج ہے اور لاشعور اپنے اظہار کے لئے شعور کا مرہون منت ہے۔ اس طرح اگر زمین اور لاشعور، تخلیق کا مقصد ہیں تو آسمان اور شعور تخلیق کا ذریعہ۔ دوسرے لفظوں میں کہا جا سکتا ہے کہ زمین سے غلہ اگانے کیلئے آسمانی قوتیں یعنی سورج کی دھوپ، ہوا، بارش اور ان تمام چیزوں کے علاوہ انسانی شعور ذریعہ بنتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر فطرت کے دیگر مظاہر موجود ہوں اور زمین بنجر اور پتھریلی ہو تو ہم اس سے کسی پیداوار کی توقع نہیں رکھتے۔ اس کے ساتھ اگر زمین میں نمو کی صلاحیت ہو اور فطرت کی دوسری قوتیں ساتھ نہ دیں اور شعور انسانی اس کی پیدا کرنے کی صلاحیت کو خارجی عمل سے ایک ظاہری پیکر حاصل کرنے میں مدد نہ دے تو اس صورت میں یا تو پیداوار نہ ہوگی اور اگر ہوگی تو وہ انسانی زندگی کے لئے کوئی مفہوم نہ رکھے گی۔ ڈاکٹر موصوف کے تہذیبی نظریات کے حوالے سے کہا جا سکتا ہے کہ ہندوؤں کی تہذیب زمین سے آسمان کی طرف سفر کرتی ہے جبکہ مسلمانوں کی تہذیب آسمان سے زمین کی طرف آتی ہے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ مسلمانوں کے کلچر اور خارجی عناصر کے موضوع پر یوں تبصرہ کرتے ہیں۔

> ''اسلامی کلچر کی ترکیب کس حد تک جائز ہے؟ کیونکہ کہا یہ گیا ہے کہ کلچر اقوام کا ہوتا ہے عقیدوں کا نہیں ہوتا۔ جواباً عرض ہے کہ اگرچہ یہ مغالطہ لفظی ہے اور اسلامی کلچر سے مراد مسلم کلچر ہی ہے کیونکہ یہ فاعل پر فعل کا اطلاق ہے تاہم صحیح طریق اظہار شاید یہی ہوگا کہ اسے مسلم کلچر کہا جائے۔ لیکن اس لحاظ سے اسے اسلامی کلچر کہنا بھی غلط نہیں کہ مسلم تہذیب اسلام کے زیر اثر اسلام کے ماننے والوں

نے پیدا کی لہٰذا اس میں فاعلی عنصر اسلام ہی ہے۔۔۔ایسے عناصر بھی ان کے کلچر میں شامل ہو گئے جن میں سے بعض اجزا اصل اسلامی ہیئت سے یقیناً بیگانہ ہوں گے''۔(۶)۔

پاکستانی کلچر کے حوالے سے کچھ ناقدین ادب اسلامی کلچر کے حق میں ہیں اور کچھ ناقدین اس کو اسلامی کلچر قرار نہیں دیتے۔ان کے خیال میں ہمارے رسم و رواج دیگر اقوام سے ملتے جلتے ہیں لہٰذا ہمارے کلچر کی بنیاد بھی غیر اسلامی اقدار پر ہے۔ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں:

''ہم اسلامی تہذیب کے داعی ہیں لیکن ہمارا کلچر مغرب سے مستعار ہے۔پاکستان کیونکہ مذہب کے نام پر بنا تھا اس لیے یہ سوال پیدا ہوا کہ ہماری تہذیب محمد بن قاسم کی آمد سے شروع ہوئی یا ہڑپہ، موئن جوداڑو اور ٹیکسلا بھی اس میں شامل ہیں۔ہر چند کہ یہ سوالات محض اکیڈیمک نوعیت کے ہیں لیکن ان سے وابستہ جذباتی رویوں کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔لطیفہ یہ ہے کہ پاکستان کی تہذیب اسلامی قرار پائے یا آریائی یا دراوڑی۔عملاً اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کیونکہ ان مباحث سے مروج کلچر کے پیٹرن میں کسی طرح کی بھی تبدیلی وقوع پذیر نہیں ہوتی......اسلامی تہذیب مسلم کلچر نہ دے سکی۔۔۔ اس رویہ کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہم حادثاً مذہبی ہونے کے باوجود عملاً مغربی ہیں۔اگر نہیں ہیں تو بننے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔نتیجتاً پاکستانی کلچر پر مذہبی اثرات برائے نام اور سطحی ہیں''۔(۷)۔

اقتباس سے واضح ہے کہ جہاں تک مشرقی اقدار کا تعلق ہے تو وہ صرف جذباتی مکالموں تک محدود ہے۔ ہماری سوچ، تعلیم، طرزِ عمل سب پر مغرب کا رنگ چڑھ چکا ہے۔فرد کی طرح قوم کا بھی اپنا الگ مخصوص نفسیاتی مزاج ہوتا ہے جو عملی زندگی میں اس کے مجموعی کردار پر چھاپ لگاتا ہے۔ان کئی صدیوں میں اسلامی کلچر ایک نئے تجربے سے گزرا۔برصغیر پاک و ہند کی آبادی بہت سے عناصر پر مشتمل تھی۔عرب، ایرانی اور تورانی باہر سے وارد ہوئے تھے۔ مقامی مسلمان یہاں سے امت مسلمہ میں شامل ہوئے۔یہ سب تعداد میں کم تھے اور باقی قومیں بالخصوص ہندو اکثریت میں تھے۔ان سب کے میل ملاپ سے ایک نئی معاشرت نے جنم لیا۔ہند کے اسلامی کلچر کا بیشتر دینی حصہ تو تقریباً وہی تھا جو سارے عالم اسلام میں رواج پذیر تھا لیکن بعض دینی رویے، ہندوستان سے اس لیے مخصوص تھے کہ یہاں مسلمان اکثریت میں نہیں بلکہ اقلیت میں تھے۔ان کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ یہی تھا کہ اکثریت کے سامنے ان کا رویہ کیسا ہو۔ہمارا تہذیبی المیہ یہ ہے کہ ہم نے بعض الفاظ و اصطلاحات کے وسیع معنی کو بے حد محدود کر دیا ہے اور پھر انھیں ان ہی محدود معنی میں لگاتار استعمال کیا ہے کہ اس کے اصل معانی و مفاہیم پس منظر میں چلے گئے ہیں۔

''ہماری تہذیب'' اور ''پاکستانی تہذیب'' کے نعرے تو بہت سننے میں آتے ہیں مگر مشکل یہ ہے کہ خود یہ نعرے بلند کرنے والے بھی اپنے تہذیبی خدوخال کے معاملہ میں واضح نہیں ہیں۔وہ بعض اصول و قواعد بھی پیش کرتے ہیں مگر ان کی نظر اس حقیقت پر نہیں ہوتی کہ انسان تہذیبی لحاظ سے ہمیشہ آگے بڑھتا ہے۔وہ اپنی قوت یقیناً ماضی کی تہذیبی روایتوں سے حاصل کرتا ہے مگر کوئی بھی

تہذیب اپنے ماضی کی تہذیب سے عین میں منطبق نہیں ہوسکتی‘‘۔(۸)۔

احمد ندیم قاسمی کے تہذیبی نظریات کا خلاصہ یہ ہے کہ پاکستانی تہذیب کی اپنی کوئی انفرادی پہچان نہیں ہے۔ پاکستانی تہذیب کے ڈانڈے موئن جوداڑو اور ہڑپہ کی تہذیب سے جا ملتے ہیں۔ دراوڑی تہذیبوں کے تصادم اور ملاپ سے کلچر میں نئے عناصر جگہ پاتے ہیں اور پھر اسلامی تہذیب اور حملہ آوروں کی صورت میں پاکستانی تہذیب لاالہ الا اللہ کا پیغام لیے نظر آتی ہے۔

’’اسلام کا تمدنی تجربہ یوں بھی مقامی معاشرتوں کے بارے میں روادار ثابت ہوا ہے۔ وہ بین الاقوامی مذہب ہونے کی وجہ سے، ہر ملک کی معاشرت کے بے ضرر حصے کو قائم رکھنے کو گوارا کرتا ہے مگر ہندوستان میں صوفیہ کے مسلک محبت نے اس راستے کی بہت سی بندشیں بطور خاص اڑا دیں۔ اور انسانوں کو محبت کے وسیلے سے باہم ملایا، اس کے نتیجے میں دو مختلف معاشرتوں میں خاصا امتزاج ہوا۔ اور اس طرح ایک مخصوص امتزاجی معاشرت وجود میں آئی جس میں مقامی رنگ پر اسلامی نقش ثبت ہوا‘‘۔(۹)۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ اس طویل اختلاط میں یہاں کے مسلمانوں نے جو عربی، ایرانی، ترکی اور مقامی باشندوں پر مشتمل تھے، اپنی ایک تہذیب پیدا کی اور اپنا مخصوص رنگ اور کلچر نمایاں کیا۔ یہ مخصوص طرز زندگی ہندی مسلمانوں کی تہذیب کے جملہ مظاہر میں جاری وساری ہے اور اسے ایسی انفرادیت بخشتا ہے جو اسے دوسری مسلمان قوموں کی تہذیبوں سے منفرد بناتا ہے۔ پاکستانی تہذیب کے مباحث کو سمیٹتے ہوئے تہذیبی وثقافتی اختلافات کو دو بڑے گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا گروہ پاکستانی تہذیب کی اساس ہڑپہ اور موئن جوداڑو کی تہذیبوں پر رکھتا ہے جبکہ دوسرا گروہ پاکستانی تہذیب کی بنیاد ہندوستان کی ایک ہزار سال پرانی تاریخ پر رکھتا ہے۔ اس کے بعد پاکستانی تہذیب کے اسلامی اور غیر اسلامی تہذیب ہونے پر مختلف نقطہ ہائے نظر سامنے آتے ہیں۔ یوں اسلامی تہذیبی عناصر اور غیر اسلامی تہذیبی عناصر کی بحث شروع ہوتی ہے اور تہذیبوں کے درمیان موجود اختلافات سامنے آتے ہیں۔ مغربی تہذیبوں کے اثرات اپنا رنگ جماتے ہیں اور تہذیب ایک نئے پیکر میں ڈھلنا شروع ہوجاتی ہے۔

حواشی:

۱۔ سجاد باقر رضوی، ڈاکٹر، تہذیب و تخلیق طبع اوّل، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۷ء)، ص،۱۷، ۲۷

۲۔ ایضاً ص،۲۷

۳۔ سبط حسن، پاکستان میں تہذیب کا ارتقا، تیرہواں ایڈیشن، (کراچی: مکتبہ دانیال، ۲۰۰۹ء)، ص،۱۳

۴۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، تنقید اور احتساب، (لاہور: جدید ناشرین، ۱۹۶۸ء)، ص،۳۰۱، ۳۰۲

۵۔ سجاد باقر رضوی، ڈاکٹر، تہذیب و تخلیق، طبع اول، ص،۴۷

۶۔ عبداللہ، سیّد، ڈاکٹر، کلچر کا مسئلہ، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۱ء)، ص،۳۳

۷۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، ادب اور کلچر، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۱ء)، ص،۳۲۱، ۳۲۲

۸۔ احمد ندیم قاسمی، تہذیب و فن، (لاہور: پاکستان بکس اینڈ لٹریری ساؤنڈز، ۱۹۹۱ء)،ص،۱۰۶

۹۔ عبداللہ،سیّد،ڈاکٹر، کلچر کا مسئلہ،ص،۵۹

مآخذ:

۱۔ احمد ندیم قاسمی، تہذیب و فن، لاہور: پاکستان بکس اینڈ لٹریری ساؤنڈز، ۱۹۹۱ء۔

۲۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، پاکستانی کلچر، طبع ششم، کراچی: نیشنل بُک فاؤنڈیشن، ۱۹۹۷ء۔

۳۔ سبط حسن، پاکستان میں تہذیب کا ارتقا، تیرہواں ایڈیشن، کراچی: مکتبہ دانیال، ۲۰۰۹ء۔

۴۔ سجاد باقر رضوی، ڈاکٹر، تہذیب و تخلیق، طبع اوّل، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۷ء۔

۵۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، ادب اور کلچر، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۱ء۔

۶۔ عبداللہ،سیّد،ڈاکٹر، کلچر کا مسئلہ، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۱ء۔

۷۔ مبارک علی، ڈاکٹر، تہذیب کی کہانی، لاہور: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۰۹ء۔

۸۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، تنقید اور مجلسی تنقید، مکتبہ اردو زبان، ۱۹۷۶ء۔

☆☆☆